تالیف: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی
ترجمہ: غلام مصطفیٰ قاسمی

اردو ترجمہ

وَسِیلَۃُ الغَرِیب

(آخری قسط)

دختران امام حسنؓ

(۱) فاطمہ یہ حضرت محمد باقر کی والدہ ہیں (۲) ام الحسن (۳) ام الخیر (۴) ام سلمہ (۵) ام عبداللہ (۶) سکینہ (۷) زینب (۸) ان کا نام معلوم نہیں ہے۔ علامہ ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ والدہ محمد اصغر، جعفر، حمزہ و فاطمہ از اولاد حسنؓ ام کلثوم بنت فضل بن عباس ہے اور محمد اکبر، حسن مثنیٰ اور دو بیٹیاں جو کہ صغیر سنی میں فوت ہوگئی تھیں ان چاروں کی والدہ خولہ بنت قیس بن جعفر ہیں جن کا لقب حنیفہ ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے گذر چکا ہے۔ زید، ام الحسن اور ام الخیر کی والدہ بشیر بنت ابی مسعود انصاری ہے اور ابن ابی مسعود، عقبہ بن عمرو ہے جو کہ اصحاب کرام میں سے تھے، اسماعیل یعقوب اور دو بیٹیاں جو کہ خورد سالگی میں فوت ہوئی تھیں ان کی والدہ جعدہ بنت اشعث بن قیس بن معدیکرب ہے جو کہ قبیلہ بن کندہ سے ہیں۔ قاسم، ابو بکر اور عبداللہ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام قیلہ کہتے ہیں اور حسین اشرم، عبدالرحمٰن ام سلمہ کی والدہ ام ولد ہے۔ جن کا نام خطیبا تھا اور عمرو۔ (عین کی فتح کے ساتھ) کی والدہ بھی ام ولد ہے جن کا نام صافیہ تھا، طلحہ کی والدہ ام بنت طلحہ بن

عبداللہ بن عثمان تیمی ہے۔ یہ طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ عبداللہ اصغر کی والدہ زینب بنت سبیع بن عبداللہ ہے اور ابن سبیع حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کے بھائی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ابن سعد کی تحقیق پوری ہوئی۔ امام حسن کی بقیہ اولاد کی ماؤں کے نام یقین سے معلوم نہیں ہوسکے۔

علامہ ابن کثیر نے کتاب البدایہ والنہایہ میں کہا ہے کہ امام حسنؓ کی اولاد میں سے تین نفر امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے جو یہ ہیں۔

قاسم، ابوبکر اور عبداللہؓ انتہیٰ۔ شامی نے اپنی سیرت میں کہا ہے کہ طلحہؓ بھی اسی واقعہ میں شہید ہوئے۔ انتہیٰ۔

ذکر امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

آپ کا مولد سال چہارم ہجرت کے ماہ شعبان میں ہوا حضرت حسنؓ کی ولادت کے چھ ماہ حضرت فاطمہ زہرا کے شکم میں رہے، لیکن حق یہ ہے کہ چھ ماہ شکم میں رہنے والی روایت ضعیف ہے کیونکہ کہ امام حسنؓ کا تولد تیسرے سال ہجری ماہ رمضان میں ہوا ہے اور امام حسینؓ کا ماہ شعبان سال چہارم ہجری میں ہوا۔ اس خیال سے امام حسینؓ کی شکم مادر میں رہنے کی مدت نو ماہ ہوتی ہے چھ ماہ نہیں ہوتی اور یہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ تولد امام حسنؓ اور تولد امام حسینؓ کے درمیان کی مدت دس ماہ اور بیس دن ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

امام حسینؓ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ شہید مقتول اور مظلوم تھے اور زوال آفتاب کے بعد بروز جمعہ تاریخ دس محرم ۶۱ھ میں دشت کربلا کے اندر آپ کی شہادت ہوئی۔

آپ کے لشکر میں سے ۷۲ دوسرے افراد بھی آپ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان میں سے ۲۳ افراد اولاد علیؓ، جعفرؓ اور عقیل سے تھے۔ اور باقی دوسرے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین امام حسینؓ اور دوسرے شہداء کو ان کی شہادت کے دوسرے روز یعنی گیارہ تاریخ ماہ محرم قبیلہ بنی اسد کے اہل غاضریہ نے ان کو دفن کیا۔

امام حسینؓ کا قاتل صحیح قول پر سنان بن انس بن عمر دنخعی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ شمر بن ذی الجوشن قاتل تھا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ بما یستحقونہ۔

امام حسینؓ کی عمر شریف کی مدت ۵۶ سال پانچ ماہ اور پانچ دن تھی۔ امام حسنؓ کی شہادت اور امام حسینؓ کی شہادت کے درمیان کا فاصلہ گیارہ سال دس ماہ اور چھ دن ہے۔

امام حسینؓ کی قبر شریف کربلا میں ہے جو کہ خاص و عام میں مشہور ہے۔ باقی آپ کے سر مبارک کے دفن میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کے سر مبارک کو یزید کے سامنے دمشق میں لے گئے تو اس نے اس کو مدینہ منورہ میں اپنے نائب عمر بن سعید کی طرف اس لئے روانہ کیا کہ اس کو مدینہ میں دفن کرے اور اس نے سر مبارک کو مدینہ کے قبرستان بقیع میں حضرت عباس اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقبرے میں دفن کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے سر مبارک کو دمشق میں اس جگہ دفن کیا جو دمشق کے دروازوں میں سے باب الفرادیس کے اندر واقع ہے جہاں مسجد ہے اور اس کا نام مسجد الراس ہے۔

اولاد حضرت امام حسینؓ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں بیٹے یہ ہیں:۔

(۱) علی اکبرؓ۔ کربلا میں اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے۔ (۲) علی اصغرؓ جو کہ زین العابدین کے لقب سے معروف ہیں۔ (۳) جعفر (۴) عبداللہؓ (۵) محمدؓ۔

علامہ محب الدین طبری نے کتاب ذخائر العقبیٰ میں کہا ہے کہ زین العابدین علی اوسط کا لقب ہے اور علی اصغرؓ دوسرے ہیں اس لحاظ سے امام حسینؓ کے چھ بیٹے ہو جاتے ہیں لیکن یہ قول قوی نہیں ہے اور علماء کی اکثریت پہلے قول کی طرف گئی ہے اس طرح صاحب سیرت شامیہ نے اپنی کتاب سیرت میں کہا ہے۔

امام حسینؓ کی نسل صرف امام زین العابدین سے باقی رہی اور دوسرے پسران گرامی سے کوئی نسل باقی نہیں ہے۔

آپ کی بیٹیاں یہ ہیں :-

(۱) فاطمہ، حسن مثنیٰ بن مجتبیٰ بن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نکاح میں آئیں اور ان سے عبداللہ تولد ہوئے۔ (۲) سکینہ (۳) زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

علامہ ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ امام حسینؓ کے صاحبزادے علی اکبرؓ کی والدہ آمنہ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہے اور علی اصغر (جنہیں زین العابدین کہا جاتا ہے) کی والدہ باندی (ام ولد) تھیں اور جعفر کی والدہ کا نام سلافہ ہے اور فاطمہؓ کی والدہ کا نام ام اسحق بنت طلحہ ہے عبداللہ بن عثمان تمیمی ہے یہ طلحہؓ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں (جن کو بہشت کی بشارت ملی تھی) عبداللہ اور سکینہ کی والدہ رباب بنت امرؤ القیس بن عدی ہے۔ ابن سعد کا کلام پورا ہوا۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ زین العابدینؒ کی والدہ ام ولد ہے ان کا نام سلامہ بنت یزدجرد ہے اور یزدجرد ایرانی بادشاہوں کا آخری بادشاہ ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام غزالہ تھا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت امام زین العابدینؒ کی والدہ سلامہ سندھی عورت تھیں۔ یعنی ملک سندھ سے آئی تھیں [۱] ابن کثیر کا کلام پورا ہوا۔

فتاویٰ صوفیہ میں کہا ہے کہ زین العابدینؒ کی والدہ کے دو نام تھے ان کو سلامہ بھی کہتے تھے، اور غزالہ بھی کہتے تھے انتہیٰ۔

ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں کہا ہے کہ امام حسینؓ کے بیٹوں میں سے امام حسینؓ کے ساتھ کربلا کے واقعہ میں دو بیٹے شہید ہوئے۔ علی اکبر اور عبداللہؓ اور علی اصغر زندہ رہے۔ امام حسینؓ کی تمامی نسل ان ہی سے باقی ہے۔ علامہ نسابہ سید محمد بن حسین نے تحفۃ الطالب میں کہا ہے کہ علی اصغر ملقب بہ زین العابدینؒ اپنے والد بزرگوار کی شہادت کے بعد ۳۴ سال زندہ رہے اور کربلا کے واقعہ کے وقت ان کی عمر ۲۳ سال تھی۔ اس لحاظ سے ان کی تمامی عمر ۵۷ سال ہوگی۔ انتہیٰ۔

---

[۱] ابن کثیر سے پہلے مورخ ابن قتیبہ نے بھی اس روایت کو لکھا ہے (قاسمی)

باب ششم

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کے سوا باقی صلبی اولاد کے بیان میں۔

پسران کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاننا چاہیئے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلبی دو صاحبزادے تھے۔ ایک حضرت قاسم اور دوسرے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دو بیٹوں کے سوا باقی بیٹوں کے متعلق پانچ اقوال ہیں:۔

ایک قول یہ ہے کہ آپؐ کے تین بیٹے تھے، تیسرے کا نام حضرت عبداللہؓ ہے جن کی قاسمؓ اور ابراہیمؓ کے درمیان ولادت ہوئی۔ ان کے تین نام تھے عبداللہ، طیب اور طاہر۔ یہ تین صاحبزادوں والا قول اصح ہے جیسا کہ مواہب لدنیہ میں کہا ہے اور علامہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اکثر اہل نسب کا یہی قول ہے اور حافظ دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ قول اثبت ہے۔ اور بعض چار بیٹے کہتے ہیں اور بعض پانچ اور بعض سات اور بعض آٹھ کے قائل ہیں۔ یہ آخری چاروں اقوال ضعیف ہیں۔ ان میں سے صحیح وہی قول اول ہے، کہ آپؐ کے تین بیٹے تھے۔ اس لئے ہم نے بھی اس رسالہ میں اسی صحیح پر تفصیل لکھی کیوں کہ قول صحیح کے مقابلہ میں اقوال ضعیفہ معتبر نہیں ہیں۔

دختران مکرمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ اسی عدد پر علماء کا اتفاق ہے اور کسی عالم کا اس میں اختلاف نہیں ہے۔

اول زینبؓ اصح قول پر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی ہیں جیسا کہ اس کے بعد یہ بیان آئے گا۔

دوم رقیہؓ ۔ سوم ام کلثومؓ ۔ چہارم فاطمہؓ جوکہ اصح قول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے چھوٹی تھیں ۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی گذر چکا ہے اور سب اولاد کرام بیٹے اور بیٹیاں حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں ۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سریہ ماریہ قبطیہ سے تھے ۔ اس کا تولد مدینہ منورہ میں ہوا ۔ اور باقی سب کا مکہ معظمہ میں تولد ہوا ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے اولاد کے تولد کی ترتیب میں چار اقوال یا اس سے بھی زیادہ ہیں ۔

صاحب سیرت شامیہ نے زبیر بن بکار سے جو کہ علم انساب کا علامہ ہے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ پہلے قاسمؓ تولد ہوئے پھر زینبؓ ۔ ان کے بعد عبداللہؓ جنہیں طیب اور طاہر بھی کہتے ہیں ۔ ان کے بعد ام کلثومؓ ۔ اور پھر فاطمہؓ اور اس کے بعد رقیہؓ تولد ہوئیں سیرت شامی کی تحقیق پوری ہوئی ۔

زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں ابن الکلبی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے زینبؓ کا تولد ہوئیں پھر قاسمؓ اور پھر ام کلثومؓ اور ان کے بعد فاطمہؓ اور پھر رقیہؓ اور ان کے بعد عبداللہؓ ۔ شرح مواہب کی تحقیق ختم ہوئی ۔ ان دونوں اقوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے چھوٹی حضرت رقیہ ہونگی ۔

سیرت حلبیہ میں کہا ہے کہ بعض روایات میں رقیہؓ کی ولادت ام کلثوم سے پہلے بتائی گئی ہے ۔ انتہی ۔

علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں ابو عمر بن عبدالبر سے نقل کیا ہے کہ اصح قول پر حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں ۔ انتہی ۔ اس قول پر حضرت رقیہؓ کا تولد حضرت فاطمہؓ سے پہلے ہوگا ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔

علماء نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے ہر ایک فرزند کی درمیانی مدت فرصت ایک سال تھی ۔ اور تمام اولاد میں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دایہ سلمیٰ (سین مہملہ کو زبر اور لام ساکن ہیں) اور یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی مولاۃ (آزاد شدہ) ہیں اور سلمیٰ کی کنیت ام رافع تھی اور یہ سلمیٰ ابو رافع پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کی بیوی تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولادیں سے ہر ایک کے لئے عقیقہ فرمایا اور ہر ایک بیٹے کے لئے دو نر مینڈھوں کو ذبح فرمایا۔ باقی اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیمؓ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی اولاد کا تولد قبل از بعثت ہوا یا بعثت کے زمانہ میں ہوا۔ علامہ محمد اسحق نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیمؓ کے سوا باقی تمامی اولاد کا تولد زمانہ بعثت سے پہلے ہوا۔ اسی طرح صاحبزادیوں کی وفات مکہ مبارکہ میں بعثت سے پہلے ہوئی۔ باقی آپؐ کی صاحبزادیاں بعثت کے زمانہ تک سب باقی رہیں اور سب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی انتہی۔ کلام ابن اسحاق۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ آپ کی تمامی اولاد کا تولد بعثت کے بعد ہوا۔ لیکن مشہور قول پہلا ہے۔

ذکر پسران کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آپؐ کے تمام بیٹوں میں بڑے ہیں۔

اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت زینبؓ آپ کی تمام بیٹیوں سے بڑی ہیں۔ اصح قول برادر قاسمؓ اور زینبؓ کے مابین اختلاف ہے کہ دونوں میں سے اول کس کی ولادت ہوئی ارجح قول یہ ہے کہ حضرت قاسمؓ کی پہلے ولادت ہوئی ہے۔ پھر حضرت زینبؓ کی علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں کہا ہے کہ یہی قول اصح ہے۔ آنحضرتؐ کی کنیت ابو القاسم آپؐ کے بڑے صاحبزادے حضرت قاسمؓ کی وجہ سے تھی اور حضرت قاسم کا تولد مکہ معظمہ میں ہوا۔ اور ان کی وفات بھی مکہ معظمہ میں ہوئی۔ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادیں اول جس نے وفات پائی وہ حضرت قاسمؓ تھے اور ان وفات بلا اختلاف صغیر سنی میں ہوئی۔ لیکن علماء کا حضرت قاسمؓ کی عمر میں چند قول پر اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت قاسمؓ گھوڑے اونٹ پر سوار ہونے کی عمر کو پہنچے تھے۔ بعض کم اور بعض زیادہ بھی کہتے ہیں۔ صواب یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے گذرا اور ان کی وفات میں بھی اختلاف ہے کہ بعثت سے قبل ہوئی یا بعد میں جیسا کہ مواہب لدنیہ اور اس کی شرح نے ان دونوں کو نقل کیا ہے۔ حضرت قاسمؓ کی قبر شریف مکہ کے قبرستان میں ہے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ ان کی قبر

طائف میں ہے یہ قول غیر ثابت اور بے اصل ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلے مذکور ہوا کہ ان کے تین نام تھے اور ان کی ولادت اور وفات دونوں مکہ میں ہوئیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عبداللہ کی ولادت اور وفات بعثت سے پہلے ہوئی یا بعد میں۔ یہ اختلاف ان کے بھائی حضرت قاسمؓ کے متعلق بھی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت عبداللہؓ کی وفات بلا اختلاف صغیر سنی میں ہوئی۔ لیکن آپ کی عمر معلوم نہ ہوسکی اس لئے کہ اس دور میں تواریخ لکھنے کا اہتمام کمتر تھا اور ان کی وفات بھی مکہ معظمہ میں ہوئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دفن فرمایا اور دفن سے واپس لوٹے تو اس وقت آپؐ کے کوئی دوسرا بیٹا نہ تھا۔ تب عاص بن وائل جو بنی سہم قریش قبیلہ سے تھا۔ اور مکہ کے دوسرے سردار کفار سے کہنے لگا کہ آج محمدؐ ابتر ہوگئے۔ یعنی ان کی نسل منقطع ہوگئی۔ اس پر حق تعالیٰ نے سورہ کوثر کو اس وقت نازل کیا اور اس میں فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یعنی اے محمدؐ تحقیق تیرا دشمن ابتر ہے۔ یعنی عاصی جو آپؐ کا دشمن ہے وہی منقطع نسل ہے۔ اس لئے کہ نسل کی بقا کا مقصد بقا اور ثناء حسن ہے اور ہم نے تیرے ذکر اور ثناء کو باقی چھوڑا قیامت تک۔ اور عاصی باقی نہ رہے گا اور اس کو کوئی نہ جانے گا نہ پہنچانے گا۔ اگر اس کا کوئی بھی بیان کرے گا تو کفر اور شرک کی اوصاف قبیح کے طور پر کریگا۔

یہ جو کچھ مذکور ہوا حضرت خدیجہ کی اولاد کا ذکر تھا لیکن نفس خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل اور مناقب کا بیان اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ایک الگ رسالہ میں لکھا گیا ہے۔ اور اس رسالہ کا نام رکھا گیا ہے۔ "الباقیات الصالحات فی ذکر الازواج الطاہرات" جو کوئی اس کے جاننے کی خواہش کرے تو وہ اس رسالہ کا مطالعہ کرے

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابراہیمؑ تولد کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اولاد میں سے ہیں۔ ماریہ قبطیہ بنت شمعون سے ہیں اور یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سریہ اور لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیمؓ کا با تفاق علماء تولد ماہ ذی الحجہ سال ششم ہجرت میں ہوا اور آپ کا تولد عالیہ میں ہوا۔ اور یہ مدینہ منورہ سے باہر ہے لیکن اس کے قریب ایک جگہ ہے جہاں بنی النضیر کے (اموال) کھجور کے باغات تھے اور یہ باغات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں ماریہ کو ملے تھے۔ اور یہ مکان آج کل مسربہ ماریہ کے نام سے مشہور ہے اور مسربہ بالاخانہ کو کہتے ہیں۔ جب یہ فقیر (مخدوم محمد ہاشم) سال گیارہ سو چھتیس میں مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو اس زمانہ میں اس مکان مبارک کی زیارت کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ والحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذالک وعلیٰ جمیع نعمائہ۔ حضرت ابراہیم کی دایہ سلمیٰ تھی۔ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اولاد کی دایہ تھی۔ جب سلمیٰ کے شوہر ابورافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابراہیمؓ کی ولادت کی بشارت سنائی تو آپؐ نے اس بشارت پر ابورافع کو ایک غلام عطا کیا اور حضرت ابراہیمؓ کی ولادت سے ساتویں روز انکا عقیقہ کیا اور انکے عقیقہ میں دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا اور اس روز ان کا سر منڈوایا اور بالوں کے وزن کے برابر صدقہ فرمایا اور بالوں کو زمین میں دفن کرایا۔ سر مونڈنے والے ابوہند مشہور صحابی ہیں اور بنی بیاض قبیلہ کے انصاری تھے۔

آنحضرتؐ نے صاحبزادے کا ساتویں دن ابراہیم نام رکھا۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے ہی دن نام رکھا۔ اور عقیقہ کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؓ کو دودھ پلانے کے لئے ام سیف کے حوالہ کیا۔ اور یہ ام سیف صحابیہ تھیں۔ اور ابو سیف صحابی کی بیوی تھیں۔ اور ابو سیف لوہار کا کام کرتے تھے۔ ام سیف حضرت ابراہیمؓ کو دودھ پلاتی تھیں اور ابو سیف ان کی خدمت اور کفالت کرتے تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر آتے تھے اور ابراہیم کو اٹھاتے تھے اور گود میں بٹھاتے تھے اور ان کو بوسہ دیتے تھے اور کمال شفقت سے سونگھتے تھے۔ حضرت ابراہیمؓ ام سیف اور اس کے شوہر باقی رہے تا آنکہ ان کے ہاں وفات پائی۔ اور حضرت ابراہیمؓ کی وفات بروز منگل تاریخ دس شہر ربیع الاول دسویں سال ہجرت میں ہوئی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ رمضان میں دسویں سال ہجرت میں وفات پائی۔

پہلے قول پران کی عمر چودہ ماہ اور چند روز ہوتی ہے اور دوسرے قول پر بیس ماہ اور چند دن ہوتی ہے۔ بعض روایات میں کم اور زیادہ بھی آیا ہے۔

جب حضرت ابراہیمؓ وفات کے قریب تھے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام سیف کے گھر گئے اور اپنے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف کو بھی لائے تھے۔ حضرت ابراہیمؓ کو گود میں لیا اور حضرت ابراہیمؓ نے آپؐ کی گود میں ہی وفات پائی۔ جب ان کی وفات واقع ہوئی تو آپؐ کی آنکھیں اشک ریز ہوئیں۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابراہیمؓ تحقیق ہم تیرے فراق میں غمگین ہیں۔ یہ دیکھ کر عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ بھی گریہ فرماتے ہیں، حالانکہ آپؐ نے گریہ سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے آنکھ کے آنسوں بہانے سے منع نہیں کیا یہ تو رحمت کا اثر ہے بلکہ میں نے نیاحت سے (نوحہ کرنا) ہاتھ کو رخساروں پر مارنے اور پیراہن کی جیب اور کپڑے پھاڑنے سے روکا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت ابراہیمؓ کے غسل اور تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا اور ابوبردہ جو کہ قبیلۂ انصار سے اور براء بن عازب کے ماموں تھے ان کو غسل دیا اور ابوبردہ کا نام ہانی ہے۔ ان کے غسل میں ابوبردہ کے ساتھ فضل بن عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی شریک تھے۔
اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی جس میں چار تکبیریں فرمائیں جیسا کہ اس کو ابویعلیٰ اور ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ان کا جنازہ مدینہ کے بقیع کی طرف چھوٹی چارپائی پر اٹھایا گیا یہ چارپائی ان کی دودھ پلانے والی حضرت ام سیف کی تھی اور ان کے دفن کے لئے فضلؓ اور اسامہ بن زید دونوں قبر میں داخل ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پر کھڑے تھے اور دفن کرنے کے بعد صحابہ کو حکم فرمایا کہ پانی کی مشک قبر پر چھڑکائیں اور یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی ڈالا گیا ہے اس سے فقہانے قبر پر پانی ڈالنے کے لئے لکھا ہے۔

حضرت ابراہیمؓ کی قبر مدینہ کے قبرستان بقیع میں ہے اور اس پر بڑا قبہ تعمیر شدہ ہے جو کہ خاص و عام میں قبہ ابراہیمؓ کے نام سے مشہور ہے، اس قبہ میں دوسرے چھ صحابۂ کرام کی قبریں بھی ہیں :۔

ایک قبر عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی۔ دوسری قبر سعدؓ بن ابی وقاص کی، یہ دونوں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تیسری قبر عبداللہ بن مسعود کی جو کہ خلفاء اربعہ کے بعد بڑے صحابی اور افقہ تھے

چوتھی قبر عثمان بن مظعون کی جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، پانچویں قبر خنیس بن حذافہ سہمی کی جو کہ قریش بن سہم سے تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح سے پہلے حفصہ بنت عمرؓ کے شوہر تھے۔

ان جراحات کی وجہ سے ہوئی جو ان کو جنگ بدر میں ہوئے تھے۔ ان کی وفات کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کیا چھٹی قبر اسعد بن زرارہ کی ہے یہ انصار میں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی قبر بھی اسی قبہ میں ہے۔

فضائل ومناقب حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی فضیلت میں وہ روایت کافی ہے جس کو ابن ماجہ بیہقی اور دوسرے محدثین نے عبداللہ بن عباس سے اور ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ سے اور اسماعیل سدی نے حضرت انسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ان سب نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ابراہیمؓ میرے بعد زندہ ہوتے تو پیغمبر ہوتے لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اسی حدیث کی طرح امام احمد نے اپنی کتاب مسند میں روایت کی کہ عبداللہ بن اوفیٰؓ سے موقوف طریق کے ساتھ لیکن یہ موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ امر غیب کی اخبار ہے اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وارد ہوئی ہے متعدد طریقوں سے اور یہ جو نووی نے اس حدیث کے ضعف اور عدم ثبوت کا حکم لگایا ہے وہ غیر معتمد ہے۔ زرقانی کا کلام پورا ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا بیان

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصح قول پر آنحضرتؐ کی جملہ صاحبزادیوں سے بڑی تھیں۔ جیسا کہ پہلے گزرا ان کا تولد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کی ۲۳ دیں سال میں بعثت سے دس پہلے ہوا۔ اور یہ ابن اسحاق کے قول پر مبنی ہے کہ اس نے کہا کہ آنحضرتؐ

کی تمامی اولاد شریف بعثت سے پہلے پیدا ہوئی ہے - زبیر بن بکار کا قول اس کے خلاف ہے۔ جیسا کہ پہلے گذرا، حضرت زینبؓ نے زمانہ اسلام کو پایا۔ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت خدیجہؓ کی بہن کے بیٹے سے کیا جن کی کنیت ابو العاص مشہور ہے اور کا نام لقیط بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے اور یہ ابو العاص قریشی عبشمی تھے اور یہ ابو العاص حضرت زینبؓ کے خالہ کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ ابو العاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد اور حضرت زینبؓ کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد دونوں آپس میں بہنیں ہیں اور حضرت زینبؓ ابو العاص کے مکہ معظمہ ایک مدت تک رہیں تا آنکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور یہ آپ کی عمر شریف کے ترپن سال ماہ صفر کے آخر یا ماہ ربیع الاول کے اوائل کا واقعہ ہے۔ پس حضرت زینبؓ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ لیکن اس وقت تک میسر نہ ہوئی تاکہ ہجرت کے دوسرے ماہ رمضان میں غزوہ بدر کا واقعہ ہوا۔ ابو العاص مکہ کے دوسرے کفار کے ساتھ غزوہ بدر میں آئے۔ اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتح اور نصرت عطا فرمائی۔ اور ابو العاص مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور پیغمبر علیہ السلام نے ان پر احسان فرما کر بغیر فدیہ ان کو آزاد فرمایا اور ان سے یہ وعدہ لیا کہ زینبؓ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دیں گے۔ ابو العاص نے اس کو قبول کیا۔ پس جب وہ مکہ پہنچے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارث کو جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ غلام تھے اور ایک دوسرے صحابی کو بھی بھیجا۔ اور یہ دونوں مکہ آئے اور ابو العاص نے حضرت زینبؓ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور یہ دونوں صحابی حضرت زینب کو مکہ سے مدینہ لے آئے۔ حضرت زینبؓ اس سفر میں اونٹ پر سوار تھیں اور مدینہ منورہ میں غزوہ کے بعد ایک ماہ یا زیادہ کی مدت میں مدینہ پہنچی اور اس کے بعد ابو العاص کچھ مدت مکہ معظمہ میں رہے اور اس کے بعد مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ہجرت کے چھٹے یا ساتویں سال میں اسلام لے آئے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے معتمد قول پر حضرت زینبؓ کا ابو العاص سے جدید نکاح کرا کر ان کو واپس کیا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اول نکاح کی وجہ سے ان کو واپس کیا۔ پہلا قول ارجح ہے۔

حضرت زینبؓ کو ابو العاصؓ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔ بیٹے کا نام علیؓ ہے جوان کے سفر کی حالت میں فوت ہوئے اور بلوغت کے قریب تھے۔ اس لئے شارح زرقانی نے شرح مواہب میں کہا ہے کہ علیؓ مذکور صحابی ہیں۔ اور صحابی کے بیٹے ہیں۔ انتہی۔ یہ اس لئے کہ جو کوئی صحبت شریفہ میں زمان بلوغ کے قریب ہو اس پر یقیناً صحابیت کا حکم کیا جائے گا۔ اور علیؓ مذکور اس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے جس وقت آنحضرتؐ فتح مکہ کے روز مکہ معظمہ میں داخل ہو رہے تھے۔ اس کے بعد علیؓ مذکور نے وفات پائی اور ان کی وفات ان کی والدہ حضرت زینبؓ کی وفات کے بعد اپنے باپ ابو العاصؓ کی زندگی میں ہوئی۔

حضرت زینبؓ کی صاحبزادی امامہ ہے ان کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے وقت اپنے دوش مبارک پر اٹھاتے تھے اور جب رکوع فرماتے تھے تو ان کو زمین پر بٹھاتے تھے اور جب آپؐ سجدہ سے اٹھتے تھے تو پھر ان کو اپنے کندھے پر اٹھاتے تھے۔ نماز کی حالت میں اس فعل کے جواز میں علماء نے بہت کلام کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ فعل پیغمبر علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے (کوئی دوسرا ایسا نہ کرے) اور دوسرے علماء نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

حضرت امامہؓ نے اپنی خالہ حضرت فاطمہ زہراؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے نکاح کیا تھا۔ اور حضرت فاطمہ زہراؓ نے اس نکاح کی حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی لیکن امامہؓ کو حضرت علیؓ سے کوئی فرزند پیدا نہ ہوا۔ اس لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینبؓ کی نسل سے کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ حضرت زینبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہجرت کے آٹھویں سال کے اول مدینہ میں ہوئی اور ان کو ام عطیہؓ نے غسل دیا۔ اور یہ ام عطیہ مدینہ منورہ کی غاسلہ تھی ان کے غسل میں ام ایمن، ام سلمہ اور سودۃ بنت زمعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حاضر ہوئیں اور نماز جنازہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی اور قبر میں ان کو دفنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینبؓ کے شوہر ابو العاصؓ داخل ہوئے اور ان کی قبر مدینہ کے بقیع قبرستان میں اس قبہ کے اندر ہے جو دوسرے دو قبوں کے درمیان ہے۔ ایک قبہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا اور دوسرا حضرت عقیلؓ کا ہے اور اس قبہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادیوں کی قبریں زینبؓ، ام کلثوم اور رقیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہن ۔[1]

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان پانچویں باب میں تفصیل سے ہو چکا ہے اس لئے یہاں اس کے اعادہ کو موقوف رکھا گیا ۔

احوال حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت رقیہ رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے ۳۳ ویں سال میں حضرت زینبؓ کی ولادت سے تین سال بعد میں پیدا ہوئیں ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے کیا ۔ اس میں اختلاف ہے کہ نکاح بعثت سے پہلے ہوا یا بعد میں ہوا ۔ اکثر علماء قول اخیر کے قائل ہیں ۔ حضرت رقیہؓ نہایت حسن اور جمال والی تھیں اس طرح حضرت عثمان بھی بڑے حسین اور جمیل تھے اس لئے لوگ اس زمانہ میں کہتے تھے کہ ان دو مرد اور عورت جیسا کمال اور جمال میں کوئی عورت اور مرد نہ دیکھا گیا ۔

حضرت عثمان رضؓ نے حضرت رقیہؓ کے ساتھ دو ہجرتیں کیں ایک مکہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری حبشہ سے مدینہ کی طرف اس لئے حضرت عثمان کو صاحب الہجرتین یعنی دو ہجرتوں والے کہتے ہیں ۔ حضرت عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ خدا کی راہ میں ہجرت کی اور حضرت رقیہؓ کو حضرت عثمانؓ سے ایک بیٹا تولد ہوا جن کا نام عبداللہ تھا ۔ اور اسی سبب سے حضرت عثمانؓ کی کنیت ابی عبداللہ تھی ۔ عبداللہ رضؓ نے اپنی صغیر سنی میں ہجرت کے چوتھے سال میں اپنی والدہ رقیہ رضؓ کی وفات کے بعد وفات پائی ۔ اور ان کی وفات کا یہ سبب یہ ہے کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگا لگایا اور اس سے ان کی وفات ہو گئی ۔ عبداللہ کی عمر چھ سال تھی ۔ حضرت رقیہؓ کو حضرت عثمان رضؓ سے کوئی دوسرا بیٹا یا بیٹی تولد نہیں ہوئی ۔ مگر ایک سقط جس کو حضرت زینبؓ عبداللہ کی ولادت سے پہلے گرا یا تھا ۔

حضرت رقیہ رضؓ نے ماہ رمضان، ہجرت کے دوسرے سال میں اس وقت وفات کی کہ

---

[1] جہاں بھی اس رسالہ میں قبوں کا ذکر ہے یہ پہلے کی بات ہے اور مخدوم صاحب نے اپنے دور میں یہ قبے دیکھے تھے ۔ اب تو نجدی حکومت نے ان سب کو مسمار کر دیا ہے ۔ (غ ۔ قاسمی)

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں تھے اور ان ایام میں حضرت رقیہؓ حصبہ مرض (چیچک کی ایک قسم ہے) میں مبتلا تھیں۔ اس لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو مدینہ منورہ میں چھوڑا اور اپنے ساتھ جنگ بدر میں نہیں لے گئے۔ تاکہ وہ حضرت رقیہؓ کی ان کے مرض میں دیکھ بھال کریں اور حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ تم مدینہ میں رقیہؓ کی دیکھ بھال کے لئے رہو اور تمہارے لئے وہی ثواب ہے جو بدر میں حاضرین کا ثواب ہے اور مال غنیمت میں ان جیسا حصہ تمہیں بھی ملے گا اور رقیہؓ کو۔

جیسا کہ فتح الباری میں کہا ہے اور زید بن حارث دفن کے وقت مقام بدر سے آئے اور ان مسلمانوں کو جو کہ دفن میں حاضر تھے۔ یہ خبر دی کہ مومنوں کو بدر میں فتح حاصل ہوئی اور بہت سے کفار قتل ہو گئے۔

احوال ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام کلثومؓ میں کاف کو پیش ہے اور لام ساکن ہے۔ اس کنیت کے سوا آپ کا دوسرا نام معلوم نہیں ہے کہتے ہیں کہ ان کا نام کنیت ہی ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اوائل بعثت میں اسلام لے آئیں۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ہجرت کے سال اوّل میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارث اور ابو رافع کو جو کہ دونوں آنحضرتؐ کے آزاد کردہ غلام تھے مکہ معظمہ کی طرف پانصد درہم اور اونٹ دیکر بھیجا تاکہ حضرت فاطمہؓ، حضرت ام کلثومؓ سودہ بنت زمعہ، اسامہؓ بن زید اور اس کی ماں ام ایمنؓ کو تیار کر کے مدینہ لے آئیں پس وہ آپؐ کے حکم کے مطابق مکہ گئے اور ان سب کو تیار کر کے مدینہ لے آئے۔ جب ہجرت کے دوسرے سال میں حضرت رقیہؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاں وفات پائی جیسا کہ پہلے حضرت رقیہؓ کے بیان میں گذر چکا ہے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اپنی ام کلثوم کا عثمانؓ کے ساتھ نکاح کرائیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثومؓ کا آسمانی وحی کے سبب ہجرت کے تیسرے سال ماہ ربیع الاول میں حضرت عثمانؓ سے نکاح کیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی شان میں فرمایا کہ تحقیق حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے

مجھے ام کلثومؓ کو عثمانؓ کے ساتھ تزویج کا حکم کیا ہے۔ اور اگر مجھے سو بیٹیاں ہوتیں تو ان میں سے ہر ایک کا میں عثمانؓ سے نکاح کرتا اور اگر وہ وفات کرتی تو میں دوسری بیٹی کا ان سے نکاح کراتا۔ اس حدیث کو اس طرح حافظ محب الدین طبری نے ریاض نضرہ میں ذکر کیا ہے اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اور دوسرے محدثین نے بھی ذکر کیا ہے۔ اس حدیث میں حضرت عثمانؓ کے کمال فضل اور آنحضرتؐ کے پاس مقبولیت کا بیان ہے۔

حضرت ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ سے کوئی اولاد نہ ہوئی جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اس کی تصریح کی ہے اور حضرت ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے ہاں چھ سال اور چھ ماہ رہیں۔ اور حضرت ام کلثومؓ نے حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں، ہجرت کے نویں سال ماہ شعبان میں وفات فرمائی۔ اور اسماء بنت عمیس نے ان کو غسل دیا اور ان کے غسل میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اور ام عطیہ بھی حاضر ہوئیں اور یہ میت عورتوں کی غاسلہ تھی۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ وتر یعنی تین بار یا پانچ بار یا ہفت بار یا اس سے زیادہ اگر زیادہ کی ضرورت ہو غسل دیں اور یہ بھی فرمایا کہ ان کو پانی اور بیری کے درخت کے پتوں سے غسل دیں اور آخری مرتبہ میں کافور ڈالیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب غسل سے فارغ ہو جائیں تو مجھے خبر کریں۔ ام عطیہ نے کہا کہ جب ہم ان کے غسل سے فارغ ہوئیں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی اور آنحضرت نے اپنی نیچے والی چادر کو جس سے نچلا بدن ڈھلنیا جاتا ہے ہماری طرف پھینکی اور فرمایا کہ میری اس چادر کو عام کپڑوں کے اندر رکھیں یہ آپؐ نے تبرک کے لئے فرمایا، جب غسل پورا ہوا تو حضرت ام کلثوم کو مدینہ کے بقیع قبرستان کی طرف اٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن کے لئے حضرت علی بن ابی طالبؓ، فضل بن عباس، اسامہ بن زید اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبر میں داخل ہوئے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پر اس حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کی چشم مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس کی قبر اس جگہ ہے۔ جہاں توم ہے اور مقبرہ بنات مکرمات کے نام سے مشہور ہے (یعنی دختران گرامی کا مقبرہ) اور اس مقبرہ میں ان کی باقی بہنیں ہیں۔ زینبؓ اور ام کلثوم۔ یہ کلام کا آخر ہے۔ والحمد للہ تعالیٰ علی الختام والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام وعلی آلہ العظام وصحبہ الکرام۔